شیخ الاسلام محمد المکی آل عزوز

ڈاکٹر محمد زرمان
ترجمہ: پروفیسر مسعود الرحمٰن خان ندوی

شیخ الاسلام محمد مکی آل عزوز عصر جدید میں الجزائر کی ان اہم نمایاں شخصیات میں سے ہیں جنھوں نے جزائر و تونس اور دیگر عرب اسلامی ممالک کی علمی و ادبی اور ثقافتی وتہذیبی ترقی میں مؤثر و فعال حصہ لے کر کئی علمی و عملی میدانوں میں واضح نشانات چھوڑے، ان کا اصل میدانِ اختصاص علم حدیث تھا، ان کا شمار حدیث کے بڑے راویوں میں ہوتا تھا، قدیم علماء کی شان کے مطابق وہ علم کے ساتھ عمل یعنی زندگی کی جدوجہد کے میدان میں بھی کسی سے پیچھے نہیں، بلکہ پیش پیش تھے، چنانچہ تعلیم وتربیت اور سماجی اصلاحات کے میدان میں تاحیات مشغولیت کے ساتھ فرانسیسی سامراج کے خلاف جنگ آزادی میں ان کا سرگرم کردار تھا۔ اس طرح ان کو اپنے دین وامت اور وطن کے ان غیرت مند بزرگ مجاہد علماء میں بلند مقام حاصل ہے جن پر جزائر فخر کرتا ہے، اور جدید علمی ترقی میں ان کا زیر احسان ہے۔

اس مختصر مقالہ میں ان کی شخصیت میں عظمت و عبقریت کے جو پہلو تھے انھیں نمایاں کرنے کے لیے پہلے ان کے نام ونسب، خاندانی حالات، تعلیم وتربیت، علمی زندگی تدریس اور افتاء وقضاء کے ذکر کے ساتھ فرانسیسی سامراج کے خلاف ان کی جدّوجہد اور جرأت مندانہ مواقف کا بیان ہوگا، جن کی وجہ سے آخر کار ان کو اپنا وطن خیرباد کہہ کر آستانہ (ترکی دار السلطنت) ہجرت کرنی پڑی تھی، پھر مشرق ومغرب (مغربی افریقہ) میں ان کا علمی مقام، نمایاں اساتذہ وطلباء، قرآن وحدیث کے میدان میں خدمات اور علمی وادبی سرگرمیوں کے بیان کے بعد آخر میں ان کی وفات اور تالیفات کی فہرست درج ہوگی۔

نام ونسب

محمد المکی، بن مصطفیٰ، بن محمد، بن عزوز، بن احمد، بن یوسف، بن ابراہیم، بن عبدالمومن ابن محمد، بن محمد، بن بلقاسم (ابوالقاسم) بن علی، بن عبدالعزیز، بن سلیمان، بن بلقاسم، بن احمد، ابن ادیسم، بن عزوز، بن محمد، بن عبداللہ، بن احمد، بن منصور، بن عبدالرحمٰن، بن علی، بن یعلی بن محمد، بن بوسعید بن عبداللہ، بن ادریس الاصغر، بن ادریس الاکبر بن عبداللہ الکامل، بن محمد الحسن المثنیٰ، ابن الحسن السبط، بن علی، بن ابی طالب [۱]

خاندانی حالات

شیخ محمد مکی کا تعلق اس نامی گرامی خاندان سے ہے جو علم وعمل، نیکی وتقویٰ کے لیے مشہور اور فرانسیسی سامراج کے خلاف جہاد کے لیے سرگرم اور سینہ سپر رہا ہے:

ان کے اجداد میں احمد بن یوسف کا شمار اولیا، صالحین میں ہوتا ہے [۲]

دادا

ان کے دادا محمد بن عزوز (۱۷۵۷ - ۱۸۱۸ء) الزاب علاقہ کے بڑے صوفیا میں سے تھے [۳] انھوں نے رحمانی صوفی طریقہ کے اصول وقواعد بانیٔ طریقہ شیخ محمد بن عبدالرحمٰن ازہری (۱۷۱۱ - ۱۷۹۴ء) سے حاصل کیے تھے، علم وتقویٰ اور نیکی وصلاح کے لیے مشہور تھے، ان کے اہم کارناموں میں علم ودین کی اشاعت کے لیے سکرہ صوبہ میں طولقہ کے نواحی گاؤں البرج میں خانقاہ کا قیام تھا، جہاں ان کے ہاتھوں طلبا کی بڑی تعداد نے متنوع علوم میں مہارت حاصل کی، اور رحمانی صوفی طریقہ اخذ کر کے تمام صحرائی علاقوں میں پھیل گئے، اور جزائر کے چپّہ چپّہ پر خانقاہیں قائم کر کے علم ودین کی نشر واشاعت کی، جیسے علی بن عمر کی خانقاہ طولقہ، شیخ مختار کی خانقاہ اولاد جلال، شیخ علی شنونی کی خانقاہ سیدی خال، شیخ عبدالحفیظ خنقی (وفات ۱۸۵۰ء) کی خنقہ سیدی ناجی میں خانقاہ رحمانیہ، ان کے علاوہ شیخ مبارک بن خویدم بوزیدی شیخ ابوستنہ دارجی اور شیخ مدنی تواتی وغیرہ شاگرد جن کی خانقاہیں جزائر کے چپّہ چپّہ پر پھیلی ہوئی تھیں۔

محمد بن عزوز کی وفات فرانسیسی سامراج سے تیرہ سال سے پہلے ۱۸۱۸ء میں ہوئی، انھوں نے آٹھ اولادیں چھوڑیں، جنھوں نے فرانسیسی حملہ کا سامنا کیا، اوران میں سے بیشتر نے جزائر کے مشہور امیر عبدالقادر (۱۸۰۷ - ۱۸۸۳ء) کے ساتھ سامراجی حملہ آوروں کے خلاف جہاد کیا، شیخ محمد مکی کے بڑے چچا حسن بن محمد بن عزوز مشرقی اوراس کے پہاڑوں میں امیر عبدالقادر جزائری کے خلیفہ تھے؛ وہ امیر کی شکست اور گرفتاری کے بعد پہاڑوں پر اپنے مورچے سنبھالے رہے، یہاں تک کہ گرفتاری کے بعد عنابہ جیل میں قید ہوئے، اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے تین بھائی میدانِ معرکہ میں شہید ہوئے، باقی چار بھائیوں : مصطفیٰ (والد محمد مکی)، ٹکزی، عباس اور محمد نے ۱۸۲۷ء میں تونس ہجرت کی، اور جرید تونسی کے نفطہ گاؤں میں قیام کیا۔

والد ماجد

شیخ مکی کے والدِ محترم مصطفیٰ بن محمد بن عزوز (وفات ۱۸۶۷ء) صالح و متقی عالم تھے، نفطہ میں قیام کے تھوڑے ہی دنوں بعد اشاعتِ علم میں مشغول ہوگئے اور صوفی طریقہ رحمانیہ کو پھیلایا، پھر نفطہ میں خانقاہ قائم کی، اس کے ساتھ طلباء کے قیام کے لیے کئی عمارتیں تعمیر کیں، اور حفظِ قرآن کریم اور علوم شرعیت کی تعلیم کے لیے ایک مدرسہ قائم کیا، اس مدرسہ میں تعلیم و تربیت کے لیے ہر جگہ سے عالم و فاضل اساتذہ کو جمع کیا، اخلاص و انہماک کی بدولت ان کی یہ خدمات بہت مقبول ہوئیں اوران کے شاگردوں اور مریدین کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی، شیخ ابراہیم خریف نے ان حالات کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

> ۱۲۵۷ھ کے دوران الزاب علاقہ سے منتخبِ روزگار صالحین میں سے قابلِ نمونہ مرشد مہاجر، صاحب کارہائے نمایاں و اخلاق حمیدہ شیخ سید مصطفیٰ بن عزوز برجی نفطہ تشریف لائے، اوراپنے خاندان، رفقاء اور متبعین کی بڑی تعداد کے ساتھ اس کو اپنا وطن بنایا، وہاں کے باشندے ان کی طرف متوجہ ہوئے، اور فیض و برکت کے حصول کے لیے ان کی طرف بندگانِ خدا کا رجوع ہوا، پھر انھوں نے اپنی مشہور خانقاہ بنائی جو ہر علاقہ سے آنے والوں کے قیام کے لیے بہت سی عمارتوں پر مشتمل تھی، اس میں ایک مدرسہ قائم کیا جس میں قرآن پڑھنے اور علم حاصل کرنے والے طلباء کے قیام کے

لیے رہائشی مکان بنائے اور اس مدرسہ میں مختلف علوم وفنون کی تعلیم کے لیے ہر جگہ سے نمایاں مشہور علماء کو جمع کیا۔[11]

یہ خانقاہیں فرانسیسی سامراج کے خلاف لڑتے والے مجاہدین کی پناہ گاہیں بھی تھیں، ان ہی خانقاہوں سے جزائری مجاہد ابن ناصر بن شہرۃ[12] کو تائید و مدد اور پناہ ملتی تھی، یہیں سے وہ اپنے ساتھیوں کی تنظیم نو کر کے اپنی طاقت مستحکم کرتے، اور قابض افواج کے خلاف حملوں کے ذریعہ جہاد کا شعلہ بجھنے نہ دیتے تھے، چنانچہ ان سے بچاؤ کے لیے سامراجی طاقت کو ایک بڑا لشکر وقف کرنا پڑا، جو چوبیس برس سخت جھڑپوں اور جانی و مالی خساروں کے بعد ان کی بغاوت و مزاحمت کو فرو کر سکا۔[13]

مصطفیٰ بن محمد بن عزوز کے وسیع علم اور اخلاق عالیہ کی بدولت تونس کے حاکم طبقہ میں بھی ان کی بڑی قدر و منزلت تھی، خاص کر فیلڈ مارشل احمد پاشا اور حاکم وقت الباي محمد صادق باغیوں[14] سے صلح کرنے کے لیے ان کا واسطہ اختیار کرتے تھے، اور کئی بار ان کو اپنی علمی و دینی حسن شہرت[15] کی وجہ سے طرفین کے درمیان صلح کرا کے فتنہ کی آگ بجھانے میں کامیابی بھی ہوئی تھی۔[16]

آل عزوز خاندان ایک عرصہ تک علم و جہاد کا رمز اور مرکز بنا رہا، اور مشرقی جزائر، تونس اور لیبیا کے وسیع علاقوں میں رحمانی صوفی طریقہ کی نشر و اشاعت میں اس کا اتنا بڑا حصہ رہا کہ وہ قریب قریب عزوزی طریقہ کے نام سے جانا پہچانا جانے لگا،[17] اس خاندان نے علماء و ادباء کی ایک بڑی کھیپ بھی تیار کی، جن میں سے خود اس خاندان کے ایک عظیم فرد شیخ محمد مکی آل عزوز بھی ہیں۔

شیخ محمد المکی آل عزوز

ولادت

اسلاف سے موروث علم و بزرگی کے لیے معروف اس نامی گرامی خاندان میں محمد مکی آل عزوز کی ولادت ۱۵ ر رمضان المبارک ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء کو تونس کے جنوب میں

واقع نفطہ نامی گاؤں میں ہوئی، ان کے عم محترم محمد مدنی نے برکت کے لیے اس نولود کا نام محمد مکی اور کنیت قوت القلوب کے مؤلف ابو طالب مکی کی کنیت کے مطابق ابو طالب رکھی[۱۸]۔

تعلیم وتربیت

والد ماجد نے خود ان کی تعلیم و تربیت کی طرف پوری توجہ کی اور نگرانی رکھی، ابتدائی تعلیم خاندانی خانقاہی مدرسہ میں حاصل ہوئی، وہیں شیخ نخی بن صبحی بن صغیر کے ہاتھوں حفظِ قرآن مجید مکمل کیا، مدرسہ کی تعلیم کے زمانہ میں ہی ہوشیاری اور عقل وسمجھ کے آثار ہویدا تھے پھر توزر کی طرف علمی سفر اختیار کیا جہاں علمی وادبی سرگرمی بڑی ترقی پر تھی، وہاں شیخ قاسم خیراتی سے نحو میں خالد ازہری کی شرح اجرومیۃ اور فقہ میں ابن عاشر پر میارہ کی شرح پڑھی، نیز شیخ نوری بن ابی القاسم زیدی نفطی سے الفیہ بن مالک مع شروح اور مختصر الخلیل مع شروح حاصل کی[۱۹]۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کے لیے جامع زیتونہ منتقل ہوئے اور وہاں متعدد بڑے علماء کی صحبت اختیار کی: جیسے شیخ الاسلام احمد بن خوجہ (وفات ۱۳۱۳ھ) شیخ محمد بشیر تواتی (وفات ۱۳۱۱ھ) ان سے قراءات سبعہ حاصل کیں، شیخ عمر بن الشیخ (وفات ۱۳۲۹ھ)، شیخ محمد النجار (وفات ۱۳۳۱ھ) شیخ مصطفیٰ بن علی رضوان (وفات ۱۳۲۲ھ) شیخ محمد شاذلی بن صالح (وفات ۱۳۰۸ھ) شیخ سالم ابو حاجب[۲۰] (وفات ۱۳۴۲ھ) ان بزرگ علماء سے متعدد علوم سیکھے اور ان میں مہارت پیدا کی، جبکہ اختصاص علم حدیث میں حاصل کیا، اور اس کے نامی گرامی علماء میں شمار ہوئے[۲۱]۔

تدریس

حصولِ علم کے بعد جامعہ زیتونہ ہی میں للّٰہ فی اللّٰہ مسندِ تدریس سنبھالی، وہاں پر شرح دردیر علی الخلیل، صحیح بخاری اور جامع صغیر پڑھائی، ان کے درس میں طلباء کا بڑا مجمع ہوتا تھا، وسیع علم کے ساتھ فصاحت وبلاغت اور اسلوبِ بیان نے ان کے درس کو بڑی مقبولیت عطا کی، جس کی وجہ سے روز بروز ان کے طلباء کی تعداد بڑھتی گئی۔

افتاء وقضاء

پھر اپنے پیدائشی وطن نفطہ واپس آئے تو والیٔ وقت خیر الدین باشا نے ۱۲۹۷ھ/

۱۸۷۹ء میں عین جوانی کے عالم میں ان کو مسندِ افتاء پر متعین کیا جبکہ ان کی عمر اس وقت صرف چھبیس[۲۲] برس تھی، پھر کچھ مدت کے بعد اسی شہر میں مسندِ قضاء پر بھی فائز ہوئے[۲۳]۔

قیامِ تونس

۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء میں نفطہ سے ترکِ تعلق کر کے تونس میں مستقل قیام اختیار کیا، اور دوبارہ جامعہ زیتونہ میں تدریس شروع کی، ان کا شمار وہاں کے نامور علماء میں ہوتا تھا، حسبِ سابق اس مرتبہ بھی جامع زیتونہ سے ان کا تدریسی تعلق للہ فی للہ تھا، سرکاری طور سے باتنخواہ مدرس کا منصب حاصل نہیں کیا تھا[۲۴]۔

فرانسیسی سامراج کے خلاف جدوجہد

تونس میں قیام کے بعد جب کہ ان کی علمی و دینی شہرت دور دور پھیل گئی تھی وہ ہر سال اپنے آبائی وطن الجزائر میں اپنے اعزہ واقرباء سے ملاقات کے لیے سفر کرنے لگے، وہاں پر ان کے ننہالی رشتہ داروں میں نانا شیخ ابن عروس اور ماموں ابوالقاسم حفناوی (مصنف کتاب تعریف الخلفاء) تھے اور برج ابن عزوز اور ابوسعادہ[۲۵] چچازاد بھائی تھے، ان سب کے ساتھ وہاں جزائر کے بہت سے علماء اور طلباء سے ملاقات ہوتی تھی، جزائر کا یہ سالانہ دورہ اکثر کئی ماہ جاری رہتا تھا جس کو وہ معہد ہاملی[۲۶] میں وعظ وارشاد، روایتِ حدیث وسند اور دیگر علوم کی تعلیم میں گزارتے[۲۷] اور شرکائے اسباق کو بیشتر سامراجی مظالم سے آگاہ کرنے کے ساتھ اس سے نجات حاصل کرنے پر آمادہ کرتے۔ ان کی دینی غیرت اور وطنی حمیت کو ابھارتے اور قابض سامراج کے اقتدار کے خلاف بغاوت کی آگ بھڑکاتے، سامراج کی مخالفت میں انھوں نے ایک فتویٰ بھی جاری کیا، جس کے بموجب فرانس سے درآمد شدہ مصنوعات جیسے موم، چربی، صابن کو حرام قرار دیا، اس لیے کہ ان اشیاء کے بنانے میں استعمال شدہ مواد کے حلال ہونے میں ان کو شک تھا، اس کے مقابلے میں اہلِ جزائر کو انھوں نے مقامی طور پر اپنی ضرورت کی چیزیں بنانے، پیدا کرنے اور ترویج دینے کے لیے مسلسل کوشش اور محنت پر زور دیا، اور دشمن کی بنائی ہوئی چیزوں سے بے نیازی کی تلقین کی، ظاہر ہے کہ اس سے ان کا مقصد سامراجی طاقت کا معاشی مقاطعہ تھا[۲۸]۔

فرانسیسی سامراج کے خلاف شیخ محمد مکی کا یہ جرأت مندانہ موقف ان کے خاندان میں کوئی نئی چیز نہ تھا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کو اپنے خاندان ہی سے باطل کے خلاف محاذ آرائی میں شجاعت و بہادری، عزت و خودداری کے اوصافِ عالیہ اور وطن میں سامراج کے وجود سے شدید بغض و نفرت وراثت میں ملی تھی، یہ وہی آلِ عزوز خاندان ہے جس کے بارے میں جزائر کی جدوجہد آزادی کا مورخ لکھتا ہے :

"سامراجیوں کے نزدیک ابن عزوز خاندان کے نام کے معنیٰ ہی بغاوت و دشمنی کے تھے، اس لیے کہ حسن بن عزوز کے حملوں سے ان کے دست و بازو اب تک جلتے رہتے ہیں"[۲۹]

مزید براں شیخ محمد مکی کا تعلق صوفی طریقۂ رحمانیہ سے بھی بہت گہرا تھا جو تمام صوفی طریقوں میں سامراج دشمنی کے لیے سب سے زیادہ مشہور تھا[۳۰] اس طریقے نے جہاد و قربانی کے میدان میں سب سے زیادہ شاندار تاریخ درج کی تھی، اور مدتِ دراز تک دشمن پر آگ و خون کے گولے برساتا رہا تھا، رحمانی اخوان جدوجہد آزادی کے حصول کے لیے مسلسل شہداء کے قافلوں کے نذرانے پیش کرتے رہے تھے، جس کی وجہ سے سامراجیوں کی نیند حرام ہوگئی تھی، اور ان کو رحمانی خانقاہوں کے زیرِ اثر علاقوں میں انیسویں صدی کے اواخر میں بڑی مشکل سے پیر جمانے کا موقع ملا تھا۔

ان سب وجوہ کے سبب محمد مکی کی جزائر آمد کو فرانسیسی سامراج ہمیشہ بہت شک و شبہ کی نظر سے دیکھتا اور بہت احتیاط اور ہوشیاری سے کام لیتا تھا، ان کا تعاقب ہوتا اور ان کی نقل و حرکت پر نظر رکھی جاتی تھی، پھر جب سامراجی حکام کو ان کی طرف عوام کے رجوع، ان کے خیالات و افکار کے اثرات اور ان کے طلباء اور چاہنے والوں کی کثرت سے خطرہ کا احساس ہوا تو انھوں نے ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی، سکرہ کے نواح زریبۃ الوادی میں ان کی گرفتاری کی سازش تیار ہوئی اور کمانڈر زروق کو اس مہم پر مامور کیا گیا، لیکن اس نیک طینت کمانڈر نے ان کو خفیہ طریقے سے مطلع کر کے فرار کا راستہ ہموار کر دیا، اس طرح وہ قابض افواج کے آہنی پنجہ سے نجات پاکر تونس چلے گئے، لیکن سامراجی انتظامیہ نے ان کا تعاقب جاری رکھا، جب وہاں بھی ان کی زندگی حرام ہوگئی تو تنگ آکر ترکی ہجرت پر مجبور ہوئے۔[۳۱]

ترکی ہجرت

جب سامراجی تعاقب نے شیخ محمد مکی کی زندگی کو ناقابلِ برداشت جہنم بنادیا اور ان کے لیے سامراج کے زیرِ قبضہ علاقہ میں امن وسکون کے ساتھ قیام ناممکن ہوگیا اور ہر قدم پر سامراجی جاسوس ان کے پیچھے رہنے لگے، تو انھوں نے ہجرت کو ترجیح دی اور مشرق کی طرف سفر کیا، پہلی منزل لیبیا میں بن غازی تھی جہاں پر انھوں نے ایک مدت قیام کیا، پھر مصر، حجاز اور شام کا رخ کیا، ہر جگہ بزرگ علماء سے ملے، ان سے استفادہ کیا اور طلباء وعوام کو فیض پہنچایا،[۳۲] آخر کار ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء آستانہ (ترکی) پہنچے جہاں ان سے پہلے ان کی شہرت پہنچ چکی تھی، سلطان عبدالحمید نے ان کا خیر مقدم کیا اور دارالسعادۃ کے دارالفنون میں حدیث وفقہ کے مدرس کی حیثیت سے ان کا تقرر کردیا، شیخ اسماعیل حقی کی وفات (۱۳۳۱ھ) کے بعد ان کے جانشین کے طور پر ان کو تفسیر کی تدریس کا منصب بھی تفویض ہوا۔ مدرسۃ الواعظین میں بھی ان کو تعلیم کی دعوت دی گئی،[۳۳] بیس برس کی سرگرم علمی زندگی کے بعد ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء میں وفات تک وہ آستانہ ہی میں مقیم رہے، اس مدت میں ان کی صرف تعلیمی مصروفیات ہی نہیں رہیں بلکہ اسلامی ممالک: حجاز، شام، فلسطین اور لبنان وغیرہ کے سفر بھی کرتے رہے، جن میں وہاں کے علماء سے ملاقات کے علاوہ طلباء کو بھی اپنے علم سے مستفید کرتے رہے۔

ہجرت کے لیے خاص طور سے آستانہ کو اختیار کرنا شاید اس وجہ سے بھی تھا کہ محمد مکی انیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں جمال الدین افغانی کی برپا کی ہوئی جامعہ اسلامیہ یعنی اسلامی اتحاد کی تحریک کی ضرورت پر نہ صرف مکمل یقین رکھتے تھے بلکہ اس کے بڑے سرگرم کارکن بھی تھے، اس تحریک کو عثمانی دارالخلافہ کی طرف سے ہمت افزائی بھی حاصل تھی، تاکہ اسلامی ممالک کو سامراجی سازشوں سے بچایا جاسکے۔[۳۴]

علمی مقام

محمد مکی ایک عظیم محدث ہونے کے علاوہ مفسر، قاری، فقیہ، قاضی، ادیب، شاعر اور مجدد مصلح بھی تھے، عالمِ اسلام میں ان کو بڑی شہرت حاصل ہوئی، تونس اور جزائر کی علمی وادبی

ترقی میں ان کا بڑا حصہ ہے۔

اساتذہ

جن شیوخ سے انھوں نے علم حاصل کیا ان کی تعداد اسّی سے متجاوز ہے، ان میں سے مشہور اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

مسند الجزائر ابوالحسن علی بن احمد بن موسیٰ جزائری (۱۸۲۸ - ۱۹۱۲ء)
شیخ الاسلام حمیدہ بن خوجہ تونسی (۱۲۴۵ھ - ۱۳۱۳ء)
محمد بن ابی القاسم (۱۸۲۳ - ۱۸۹۷ء) ابوسعادۃ میں خانقاہ ہامل کے شیخ۔
محمد مکی بن صدیق خنقی جزائری۔
الحاج محمد نوری بن ابی القاسم نفطی
ابراہیم بختری، قاضی توزر
محمد بخار (وفات ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء) مالکی مفتی تونس،
احمد سنوسی کبیر، مفاتی قفصہ،
محمد بشیر بن طاہر تواتی (وفات ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء) شیخ القراء، تونس
احمد عمری، آستانہ میں عثمانی لشکر کے مفتی
شیخ الاسلام احمد زینی دحلان (۱۲۳۱ - ۱۳۰۴ء)
بکری بن حامد عطار دمشقی، وغیرہ [۳۵]

ذاتی کتب خانہ

کثرتِ اساتذہ کے علاوہ انھوں نے ایک بڑا کتب خانہ بھی جمع کیا تھا جو تمام دنیا کے ذاتی کتب خانوں میں نادر ترین شمار کیا جاتا ہے، اس میں ان کے آبا و اجداد کی کتابوں کے علاوہ ایک بڑی تعداد خود ان کی جمع کردہ تھی جو انھوں نے اپنے کثیر اسفار میں حاصل کی تھی، ان میں بہت سے نفیس مخطوطات تھے۔ آستانہ میں قیام کے بعد جب انھوں نے اس قیمتی کتب خانہ کو وہاں منتقل کیا تو اس کی بڑی شہرت ہوئی [۳۶]

طلباء

محمد مکی سے طلباء کی ایک بڑی تعداد نے بھی علم حاصل کیا، مشہور جزائری علماء جنھوں نے ان سے استفادہ کیا اور پھر ان کو بڑی حیثیت حاصل ہوئی، وہ یہ ہیں۔

مصلح عالم عبدالحلیم بن سمایہ (۱۸۶۶ - ۱۹۳۳ء)

مورخ ابوالقاسم محمد حفناوی (۱۸۵۲ - ۱۹۴۱ء)

محدث علی بن حاج بن موسیٰ[۳۷] (۱۸۲۸ - ۱۹۰۹ء)

شیخ الازہر محمد خضر حسین[۳۸] (۱۸۷۳ - ۱۹۵۸ء)

ان کے علاوہ بھی ہر میدان میں ان کے طلباء کی بڑی تعداد ہے جو ہر جگہ سے ان کے پاس استفادہ کی غرض سے آتے تھے، ان میں سرفہرست سیاسی رہنما عبدالعزیز ثعالبی (۱۸۷۴-۱۹۴۴ء) بھی ہیں، جو محمد مکی کو اپنے ان اساتذہ میں شمار کرتے ہیں جن کے آزاد فکر، وطنی غیرت وحمیت اور اصلاحی رجحانات نے ان کی ذہنی تشکیل پر گہرا اثر ڈالا۔[۳۹]

معاصرین کے تاثرات

محمد مکی کے معاصرین نے ان کی علمی مہارت اور بلند مقام کی شہادت دی ہے جس کی وجہ سے تمام عالم اسلام میں ان کی بڑی شہرت ہوگئی تھی، چنانچہ شیخ الاسلام زینی احمد دحلان (جو ان کے اساتذہ میں سے تھے) نے ان کو جو اجازت عطا کی، اس میں ان کے بارے میں لکھا:

> "بلاشک وشبہ (محمد مکی نے) تمام ممالک اور خاص طور سے حرمین شریفین میں اپنے علم وحلم کی وجہ سے شہرت حاصل کی، وہ نمایاں علماء میں منتخب روزگار بلند پایہ اہل معرفت میں جیدہ افریقہ کے چراغ بلکہ مغربی اطراف کے بدر منیر، استاد کامل، متفرقات کے جامع ہیں۔"

محمد مخلوف (مؤلف شجرۃ النور) نے متعدد علوم میں ان کی مہارت کے بعد علم حدیث میں ان کے اختصاص کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

> "(محمد مکی) ایسے امام ہیں جن کی علمی عظمت کے جھنڈے آفاق میں لہرا رہے ہیں، ایسے فاضل ہیں جن کی علوم میں مہارت ظاہر ہوئی تو بڑے بڑے

ماہر فضلاء وقت نے ان کے علم سے خوشہ چینی کرکے اپنے آپ کو منوارا، اسانید و روایات کی طرف ان کی خاص توجہ ہے، عقلی و نقلی علوم میں ید طولیٰ رکھتے ہیں ریاضی تعلیمات کی اقسام میں بڑی دست رس حاصل ہے، بڑے صاحب رحلات ادیب و شاعر، عالم لغت، عربی اشعار و اخبار و نوادر کے عارف و ماہر تصوف میں انھیں عجیب و غریب ذوق و مہارت حاصل تھی، بلند ہمت عالی اخلاق، جود و کرم میں نادر المثال [۴۰]

طائف کے عالم عبد الحفیظ قاری نے اپنے شعری نذرانۂ عقیدت میں ان کے علمی مقام و مرتبۂ علوم شریعت میں مہارت کا ذکر کرتے ہوئے ان کو روم و عرب کا علامہ، جامع الفضائل، استاد کامل، فضلائے زمانہ اور علماء کا پیش رو بتایا ہے [۴۱]

جزائر کے ماہر تعلیم اور مجدد و مصلح عبد الحمید بادیس (۱۸۸۹ء - ۱۹۴۰ء) نے محمد مکی اور ان کے بھانجے محمد خضر حسین کے علم و فضل اور جہاد کی تعریف کرتے ہوئے خاص طور پر بدعتی صوفی طریقوں کے انحرافات کے خلاف ان کی جنگ کے تذکرہ میں لکھا ہے:

"یہ بات کوئی راز نہیں کہ محمد خضر حسین (اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے) شیخ محمد مکی کے بھانجے ہیں، یہ دونوں خود صوفی خاندان کے فرزند ہیں، لیکن علم کی دولت نے ان کو سوچ بچار اور ہدایت و اصلاح کے مقام بلند پر پہنچایا، آج کے صوفیاء کی خرافات سے کبھی صراحتاً اور کبھی اشارتاً آگاہ کرنے کے لیے دونوں کی تحریریں موجود ہیں" [۴۲]

محمد خضر حسین نے ان کے فضل و احسان کا اعتراف کرتے ہوئے بیان کیا:

"میرے ماموں علامہ ہمام قدوہ سیدی شیخ محمد مکی وہ استاذ ہیں جن کے علوم و معارف سے میں نے اپنے دور تعلیم و تربیت میں غذا حاصل کی، اور ان کے زیر تعلیم میری فکر جوان ہوئی" [۴۳]

علوم حدیث میں مہارت

علم حدیث کی خدمت میں محمد مکی کی مساعی سے واقف علماء اور ان کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے والوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عہد جدید کے بڑے نامی گرامی محدثین اور راویوں میں

ان کا شمار ہے، تحصیلِ علم کے ابتدائی زمانہ سے آخرِ عمر تک ان کی سب سے زیادہ توجہ اسی علم کی طرف رہی، وہ حدیث سے متعلق تمام اصولی وفروعی موضوعات پر عبور حاصل کرنے کے لیے ہمیشہ فکرمند رہتے تھے، اور علماء حدیث میں سے کسی سے استفادہ کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے، خواہ وہ موقع براہِ راست درس ومذاکرہ کے ذریعہ حاصل ہو یا پھر اجازت کی حد تک محدود ہو، ان کے اکثر اساتذۂ حدیث بھی اس میدان کے ماہر شہسوار علماء میں سے تھے، جس کی وجہ سے وہ خود بھی اس میدان کے مشہور ترین عالم بنے، انھوں نے اپنی کتاب عمدۃ الاثبات میں علم حدیث حاصل کرنے میں اپنی محنت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "میں نے علمِ حدیث کے حصول میں عمرِ عزیز کا قیمتی حصہ گزارا ہے، مشرق ومغرب کے اسفار میں بڑے بڑے علماء اسلام سے ربط قائم کرکے میں نے ان کی تصنیفات، مسلسل سندیں اور دیگر فوائد ولطائف ونکات بڑے اہتمام سے حاصل کیے"[۴۴]

اسی محنت وکوشش نے ان کو ابتداءِ عمر ہی میں تونس اور جزائر میں تدریسِ حدیث کی صلاحیت بخشی، اور وہ آستانہ کے مشہور تعلیمی اداروں، دارالفنون اور مدرسۂ واعظین میں علم حدیث کے نمایاں استاد بنے۔

مراکش کے معروف ومشہور محدث عبدالحئی کتانی نے اپنی کتاب فہرس الفہارس میں علم حدیث میں محمد مکی کے بلند مقام کا ذکر کرتے ہوئے ان کی تعریف کی ہے، ان دونوں بزرگوں کے درمیان بڑے مستحکم دوستانہ روابط تھے، مراسلت کا سلسلہ بھی قائم تھا، ان دونوں کی مراسلت ہی کو اگر کوئی یکجا کرکے ترتیب دے تو ایک ضخیم جلد تیار ہو جائے گی[۴۵]۔ کتانی کی خواہش پر محمد مکی نے ان کو اجازتِ حدیث بھی عطا کی تھی جس سے ان کی دوستی کو چار چاند لگ گئے تھے، کتانی نے محمد مکی کے بارے میں جو اچھے تاثرات لکھے ہیں ان میں یہ بھی ہے:

> "وہ افریقہ میں علم سند وروایت کے امام اور اس کے نادرۂ روزگار عالم تھے، روایت واسناد کی معرفت ومہارت کے علاوہ باقی دیگر علوم میں تبحر، مخفی نکات ونوادر اور کتابوں کی واقفیت، کثرتِ رحلات وشیوخ میں ہم نے کسی کو ان کی طرح دیکھا نہ سنا، اس پر مستزاد خاندانی اصابت وشرافت میں

ان کا جواب نہ تھا.....اور سب سے عجیب بات یہ کہ ایک صوفی طریقہ کے شیخ اور امام ہونے کے ساتھ وہ حدیث وسنت اور آثار کے عاشق تھے اور اس کی طرف رجوع کی دعوت دیتے تھے، نیز وہ عصری افکار سے باخبر تھے، یہ خوبی ہمارے زمانہ کی نوادرات میں سے ہے، اور اس معاملہ میں لوگ افراط وتفریط میں مبتلا ہیں"[٤٦]

علمِ حدیث میں ان کی تصنیفات کی ورق گردانی سے اس علم میں ان کی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے جیسے الصفح السعید فی اختصار الاسانید، الثبت الجامع للاسانید رسالۃ فی اصول الحدیث، اس فن میں ان کی مشہور ترین کتاب عمدۃ الاثبات فی الاتصال بالفہارس والاثبات ہے، اس کو انھوں نے آستانہ میں ١٣٣٠ھ میں تالیف کیا تھا، یہ علم حدیث میں ان کی آخری کتاب شمار ہوتی ہے[٤٧] اس کے بارے میں کتانی نے لکھا ہے:

"یہ اس فن کی مفید ترین اور وسیع ترین کتاب ہے، جس کا افتتاح انھوں (محمد مکی) نے ان الفاظ میں کیا ہے: الحمد للہ وکفی، وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، وبعد! علم حدیث اور معالم سنت اس زمانہ میں نادر ترین علوم میں ہوگئے ہیں، اس لیے کہ کسی بھی دینی مسئلہ میں یقینی علم حاصل کرنے کے لیے علمِ حدیث کے حوالہ کے بغیر کوئی تحریر قابلِ قبول نہیں ہوتی، نہ کوئی عملِ صالح قابلِ اعتبار ہوتا ہے جب تک کہ وہ حدیث کے منہاج کے مطابق نہ ہو، یہاں تک کہ کسی کو حقیقتاً اس وقت تک عالم بھی نہیں کہا جاتا جب تک کہ وہ حدیث کا عالم نہ ہو، اس کے ماسوا کسی کو بھی عالم مجازاً ہی کہا جاتا ہے۔

وَمَا قَلَّتِ الطلاب إلّا لأنّہ　　إذا عَظُمَ المطلوبُ قَلَّ المساعدُ[٤٨]

(یعنی مطلوب کی عظمت کی وجہ سے طالبوں کی کمی ہوتی ہے)

عبدالحی کتانی کا خیال ہے کہ محمد مکی کی یہ مشہور ترین کتاب خاص طور سے ان کے وسیع علم اور حدیث وروایت پر عبور پر دلالت کرتی ہے اور ان کو ان کے زمانہ کا منفرد عالم ثابت کرتی ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

"العمدہ کی واقفیت سے تم کو یقینی طور پر یہ معلوم ہوگا کہ بیشک استاد ابن عزوز روایت کی وسعت و شغف اور زیادہ توجہ و اہتمام کے لحاظ سے اپنے ملک کے نادرۂ روزگار عالم تھے"[۵۴]

وفات

محمد مکی نے علم کی خدمت، سامراج سے جنگ، آزادی کے لیے عوام کی رہنمائی اور اتحاد بین المسلمین جیسے عظیم کارناموں میں اپنی عمر عزیز گذار کر آستانہ میں اکسٹھ سال کی عمر میں صفر ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا، اور یحییٰ آفندی قبرستان میں دفن ہوئے. تمام عالم عربی و اسلامی میں اس مجاہد عالم کی رحلت کا بڑا صدمہ محسوس کیا گیا، ان کے معاصرین بھی ان کے فوت ہو جانے سے بہت متاثر ہوئے، بعض نے ان کی شان میں مرثیے کہہ کر اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔[۵۵] وہ مختلف علوم و فنون میں علامۂ عصر تھے، بہت سے علوم کو انھوں نے اپنے کشادہ سینہ میں سمیٹ رکھا تھا۔ ان کی حیثیت ایک انسائیکلوپیڈیا کے مثل تھی جس میں طرح طرح کے عجیب و غریب نوادر جمع ہوتے ہیں، وہ زود نویس اہلِ قلم تھے، انھوں نے علوم قرآن، حدیث و فقہ، عقائد و تصوف، سیر و تاریخ، شعر و ادب اور فلکیات وغیرہ متنوع علوم میں اپنی یادگار تحریریں چھوڑی ہیں، جن کی ایک فہرست ذیل میں درج ہے:

مؤلفات

۱۔ رسالہ فی اصول الحدیث، آستانہ ۱۳۲۲ھ، اشاعت ثانی ضمن "رسائل ابن عزوز" جمع و ترتیب علی رضا حسینی، الدار الحسینیة، دمشق ۱۴۰۴ھ

۲۔ السیف الربانی فی عنق المعترض علی الغوث الجیلانی، المطبعة الرسمیة، تونس ۱۳۱۱ھ اشاعت دوم ضمن "رسائل ابن عزوز" دمشق ۱۴۰۴ھ

۳۔ الجوہر المرتب فی العمل بالربع المجیب (فلکیات) ۴۔ إقناع العاتب فی افانة المكاتب

۵۔ بروق المباسم فی ترجمہ محمد بن ابی قاسم (شیخ خانقاہ ہامل ابوسعادۃ ۶۔ تلخیص الاسانید (حدیث)

۷۔ عمدۃ الاثبات فی الاتصال بالفهارس والاثبات (رجالِ حدیث) تالیف ۱۳۳۰ھ

۸۔ شرح بهجة العاشقين وروضة الانوار العارفين، (والد کے قصیدہ کی شرح)

۹۔ هيئة الناسك في ان القبض في الصلاة مذهب الامام مالك (فقہ) مطبع روشن، آستانہ ۱۳۲۷ھ اشاعت دوم ضمن کتاب "مرشد الحائض في صلاة العادل والقابض" القاہرہ ۱۳۸۲ھ، اشاعت سوم ضمن "رسائل ابن عزوز" دمشق ۱۴۰۳ھ

۱۰۔ الصفح السعيد في اختصار الاسانيد (حدیث منظوم) ۱۱۔ طريقة الجنة في تحليات المؤمنات بالفقه والسنة

۱۲۔ الذخيرة السنية في الخزانة المدنية اشاعت ضمن "رسائل ابن عزوز" دمشق ۱۴۰۴ھ

۱۳۔ مورد المحبين في أسماء سيد المرسلين، اشاعت ضمن کتاب "محمد بن المكي بن عزوز: حياته وآثاره" تالیف علی رضا الحسینی، دمشق ۱۴۱۷ھ ۱۴۔ مغانم السعادة في فضل الافادة على العبادة

۱۵۔ الرحلة اليمانية، ۱۶۔ اختصار الشفا للقاضي عياض

۱۷۔ النصح المتين في زلقات العامة وبعض المتطلبين ۱۸۔ نظم جوامع الجوامع

۱۹۔ تعديل الحركة في عمران المملكة ۲۰۔ التفصيل الجامع في رفع الاصوات بالامداح في الجامع۔

۲۱۔ نظم الجغرافيا التي لا تتحول بمبالغة الدول

۲۲۔ الحق الصريح في المناسك على القول الصحيح، (مناسک حج) ۲۳۔ الذخيرة المكية (ہیئت)

۲۴۔ اسعاف الاخوان في جواب السوال الوارد من داغستان

۲۵۔ اصول الطرق وفروعها وسلاسلها۔ (تصوف) ۲۶۔ انتهاز الفرصة في مذاكرة متفنن قفصة

۲۷۔ الايوان في مذاكرة الاهلة بالقيروان۔ ۲۸۔ التنزيه عن التعطيل والتشبيه في التوحيد

۲۹۔ الفائدة في معنى واعراب سورة المائدة ۔ ۳۰۔ تهذيب التفاسير القرآنية

۳۱۔ عمدة الشيوخ في الناسخ والمنسوخ (نامکمل) ۳۲۔ ارشاد الحيران في خلاصة قانون لعثمان (قرأت)

۳۳۔ السقاية فيما ليس برأس آية

۳۴۔ الاجوبة المكية عن الاسئلة الحجازية (شیخ عبدالحفیظ قاری کے قرأت سے متعلق سوالات کے جواب) المطبعة الحميدية القاهره، ۱۳۲۲ھ، اشاعت دوم ضمن "رسائل ابن عزوز" دمشق ۱۴۰۴ھ

۳۵۔ دیوان شعر (تعداد اشعار تین ہزار) ان کے پوتے نے اس دیوان کا نام شعاع الادب رکھا ہے۔

۳۶۔ الاحتواء في جواب من سأل عن الاستواء (عقائد)

۳۷۔ إنارة الحوالك في أن الرفع في الصلاة مذهب الإمام مالك

۳۸۔ الانصاف في تحريم الصور ولو مأخوذة بالفوتوغراف

۳۹۔ تذکرۃ المصنفین فی أن المکتشفات الجدیدۃ لا تکذب الدین
۴۰۔ حزم الیقظان فی ان الصلاح والفساد لیسریان من الخلان
۴۱۔ ردّ الزاھد فیما یقلّد وما لا یقلّد من مسائل المذاھب
۴۲۔ شرح حدیث کمیل بن زیاد فی الرّدّ علی الطبیعیین
۴۳۔ عقیدۃ الإسلام (**عقائد) تصحیح وشرح محمد بن احمد مکی، دار الشفاء، بیروت ۱۴۲۱ھ**
۴۴۔ فتح الخلاق فی استکمال الإسلام لمحاسن الأخلاق
۴۵۔ رفع النزاع فی بیان معنی التقلید ومعنی الاتباع
۴۶۔ التفریح بحلّ الاشکال فی صلاۃ التراویح
۴۷۔ حقیقۃ الأمر فی تحریم البیرۃ والتداوی بما فیہ الخمر
۴۸۔ تنطیف الوعاء من سوء الفھم فی آیۃ: وأن لیس للانسان إلّا ما سعی
۴۹۔ رائد النجعۃ فیمن تعجب من قولنا السدل بدعۃ
۵۰۔ فتح السلام فی نجاۃ من لم تبلغھم دعوۃ الإسلام
۵۱۔ الریاض البواسم فی روایۃ حفص عن عاصم (قراءات)
۵۲۔ القول القیم فی حال ابن تیمیۃ وابن القیم ۵۳۔ طریق السلامۃ فی ھیئات الناس یوم القیامۃ
۵۴۔ السلوی والمنّ فی مواضع حسن الظن وسوء الظن ۵۵۔ کشف الباس فی کلمات یقولھا کثیر من الناس
۵۶۔ فتح القیوم فی وجوب الفاتحۃ علی المأموم ۵۷۔ الزلف فی ترجیح تفویض السلف علی تأویل الخلف
۵۸۔ الاقرار المھذب فی حل تراجم الجوھر المرتب، المطبعۃ التونسیۃ الرسمیۃ ۱۳۰۳ھ
۵۹۔ مروی الظماء فی قولہ تعالیٰ: إنما یخشی اللہ من عبادہ العلماء
۶۰۔ النسمۃ الحجازیۃ فی المذاکرۃ البنغازیۃ ۶۱۔ الھلال فی بیان حرکۃ الاقبال
۶۲۔ طیّ المسافۃ الی دار الأمن من المخافۃ
۶۳۔ مزیل الإشکال فی آیۃ: "ولو أسمعھم" فی سورۃ الأنفال
۶۴۔ النفح المسکی فی قراءۃ ابن کثیر المکی ۶۵۔ المسلک الازھر فی بیان الحج الاکبر
۶۶۔ النجدۃ فی زجر من تھاون بأحکام العدۃ ۶۷۔ النصیحۃ فی الصلاۃ المفروضۃ صحیحۃ
۶۸۔ المقالات العزوزیۃ فی الادب ۶۹۔ التنبیھات لحکم ذبائح القبور والمزارات

ان کثیر علمی تالیفات کے علاوہ دینی، علمی، ادبی، اجتماعی اور تاریخی موضوعات پر بڑی

تعداد میں محمد مکی کی تحریریں ہیں جو مقالات کی شکل میں عالمِ عربی و اسلامی کے مشہور رسائل و جرائد میں شائع ہوتی تھیں جیسے الحاضرۃ، الزہرۃ، ثمرات الفنون، المقطم، الاھرام، المؤید، الہلال، وغیرہ

اس مختصر مقالہ میں ہم نے محمد مکی آل عزوز کی عظیم شخصیت کے بعض پہلو سرسری طور پر واضح کرنے کی کوشش کی ہے، حقیقتاً وہ عصرِ جدید میں جزائر کے قابلِ فخر نادرۂ روزگار علما میں متعدد صلاحیتوں کے حامل مجاہد، مصلح، مجدد، باضمیر اور دین، وطن اور امت کے لیے صاحبِ غیرت و حمیت عالم تھے جنھوں نے اپنی زندگی علم، دین، ادب اور تہذیب کے فروغ اور سماج کی فلاح و بہبود کے لیے وقف کر رکھی تھی، انھوں نے اپنی پوری زندگی کئی نسلوں کی تعلیم و تربیت میں گزار دی، زبان، قلم اور تلوار سے سامراج کے خلاف جہاد کرتے رہے، اور خاص طور پر شمالی افریقہ اور عام طور پر پورے عالمِ اسلام کی بیداری و احیاء کی جد و جہد میں قابلِ ذکر اثرات اور یادگار نشانات چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

حوالے وحواشی

۱؎ الدر المکنون فی سیدی علی بن عمر و سیدی ابن عزوز، تالیف عبد الرحمن بن الحاج، مطبعۃ النجاح، قسطنیۃ الجزائر، صفحہ ۲

۲؎ تعریف الخلف برجال السلف، تالیف ابوالقاسم الحفناوی، طبع دوم، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، ۲/ ۳۸۲

۳؎ احوالِ زندگی کے لیے ملاحظہ کیجئے: معجم أعلام الجزائر، تالیف عادل نویہض، اشاعت سوم موسسۃ نویہض الثقافیۃ بیروت، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء، ص ۲۳۲، تعریف الخلف برجال السلف ۲/ ۳۸۲، التحفۃ المرضیۃ فی الدولۃ البکداشیۃ، تالیف محمد بن میمون، تحقیق ابن عبد الکریم اشاعت دوم، الشرکۃ الوطنیۃ للنشر الجزائر ۱۹۸۱ء، ص ۴۹، نہضۃ الجزائر الحدیثۃ وثورتہا المبارکۃ، تالیف محمد علی دبوز، المطبعۃ التعاونیۃ، الجزائر، ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء ۱/ ۱۲۵، مجلۃ الثقافۃ، شمارہ ۱۰۷-۱۰۸ ص ۱۲۶

۴؎ تعریف الخلف برجال السلف۔

۵ھ حالاتِ زندگی کے لیے ملاحظہ کیجیے: معجم أعلام الجزائر، ص ۱۰۲، ھدیۃ العارفین فی أسماء المؤلفین، تالیف اسماعیل باشا البغدادی، اشاعت سوم، المکتبۃ الاسلامیۃ، طہران ایران، ۱۳۸۷ھ ۵۰۳/۱، إیضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون، تالیف إسماعیل باشا البغدادی، اشاعت دوم، استنبول ۱۹۴۷ء، ۱۵۰/۲، معجم المؤلفین، تالیف عمر رضا کحالۃ دمشق ۱۹۵۷ء، ۹۰/۵

۶ھ تعریف الخلف برجال السلف ۲/۳۸۳، نہضۃ الجزائر الحدیثۃ ۱/۱۳۵

۷ھ تاریخ الجزائر العام، تالیف عبدالرحمٰن الجیلانی، اشاعت ششم، دار الثقافۃ بیروت ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء ۴/۲۴۹۔

۸،۹ھ نہضۃ الجزائر الحدیثۃ ۱/۱۳۵

۱۰ھ حالاتِ زندگی کے لیے ملاحظہ کیجیے: معجم أعلام الجزائر، ص ۲۳۲، شجرۃ النور الزکیۃ فی طبقات المالکیۃ، تالیف محمد مخلوف، دار الفکر، بیروت، ص ۳۹۱

۱۱ھ المنہج السدید فی التعریف بقطر الجدید، ص ۱۳۱ (مخطوط)

۱۲،۱۳ھ تاریخ الجزائر العام ۴/۳۲، ۳۲۳

۱۴ھ إتحاف أھل الزمان بأخبار ملوک تونس و عھد الأمان، تالیف أحمد بن أبی الضیاف تحقیق أحمد عبدالسلام، الشرکۃ التونسیۃ للتوزیع، تونس، ۱۹۸۵، ۵/۱۶۸

۱۵ھ تراجم الأعلام، تألیف محمد الفاضل بن عاشور، تونس ۱۹۷۰ء، ص ۱۹۰

۱۶ھ محمد الخضر حسین: حیاتہ وآثارہ، تألیف محمد مواعدۃ، الدار التونسیۃ للنشر، تونس، ۱۹۷۴ء، ص ۲۴-۲۵

۱۷ھ تعریف الخلف برجال السلف ۲/۳۸۳

۱۸ھ فہرس الفہارس والأثبات، تالیف عبدالحی بن عبدالکبیر الکتانی، طبع دوم، دار الغرب الإسلامی بیروت، لبنان ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء، ۲/۸۵۶

۱۹،۲۰ھ العقیدۃ الإسلامیۃ، تألیف محمد المکی بن عزوز، تحقیق محمد بن أحمد مکی، دار البشائر الإسلامیۃ، بیروت ۱۴۲۱ھ ص ۲۱

۲۱ھ نہضۃ الجزائر الحدیثۃ، ص ۱۳۶ ۲۲ھ شرح العقیدۃ الإسلامیۃ، ص ۲۳

۲۳ھ فہرس الفہارس والأثبات، ۸۵۶/۲ ۲۴ھ محمد الخضر حسین: حیاتہ وآثارہ ص ۲۵

۲۵ھ تاریخ الجزائر العام ۴/۱۴۶، نہضۃ الجزائر الحدیثۃ ۱/۱۳

۲۶ یہ معہد خانقاہ اہل کے تابع تھا جس کو محمد بن ابی القاسم الہالی (۱۸۲۳-۱۸۶۳ء) نے جزائر کے جنوب میں ابوسعادہ شہر کے قریب قائم کیا تھا، اس کی بڑی شہرت اس لیے ہوئی کہ اس میں تمام مراحل تعلیم: ابتدائی، ثانوی اور عالی سب کا یکجا انتظام تھا، اس سے علماء، فقہاء، داعیوں (مبلغین) اور مربیوں کی کئی نسلیں پیدا ہوئیں، تیرہویں صدی ہجری کے اواخر اور چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں وہ اپنی شہرت اور ترقی کے عروج پر تھا اور سارے مغرب عربی میں اس کا بڑا چرچا تھا۔ دیکھیے: نہضة الجزائر الحدیثة ۱/۵۴، زوایا العلم والقرآن بالجزائر، تالیف محمد نسیب، دار الفکر، الجزائر، ص ۱۵۷

۲۷-۲۹ نہضة الجزائر الحدیثة ۱/ ۱۳۶

۳۰ صوفی رحمانی طریقہ کی مشہور ترین بغاوتیں: ۱۸۷۱ء میں محمد المقرانی اور شیخ الحداد (ابوالحداد) کی بغاوت، لالا فاطمہ نسومر کی بغاوت، الشریف محمد الامجد (شہرت بوبغلة) کی بغاوت وغیرہ

۳۱ نہضة الجزائر الحدیثة ۱/ ۱۳۶ ۳۲ شجرة النور الزکیة فی طبقات المالکیة ص ۴۲۳

۳۳ فہرس الفہارس والأثبات ۲/ ۸۵۷، نہضة الجزائر الحدیثة ۱/ ۱۳۶

۳۴ شعراء الجزائر فی العصر الحاضر، تألیف محمد السعید الزاھری، مطبعة النہضة تونس ۱۹۲۷ء ۲/ ۱۳۶

۳۵ فہرس الفہارس والأثبات ۲/ ۸۵۷ ۳۶ شرح العقیدة الإسلامیة ص ۲۷

۳۷ تاریخ الجزائر العام ۴/ ۲۰۰، ۲۲۵، ۲۴۱ ۳۸ محمد الخضر حسین: حیاته وآثاره ص ۳۳

۳۹ محمد المکی بن عزوز: حیاته وآثاره، تالیف علی رضا الحسینی، الدار الحسینیة، دمشق ۱۴۱۷ھ ۱/ ۱۵۶

۴۰ شجرة النور الزکیة ص ۴۲۳ ۴۱ فہرس الفہارس والأثبات ۲/ ۸۷۸

۴۲ أولو الأمر، مجلة الشہاب، جلد ۱۵، شمارہ ۸، آثار عبد الحمید بن بادیس دار البعث، قسنطینة، الجزائر ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء، ۵/ ۴۲۳

۴۳ الرحلات، تألیف علی رضا الحسینی، الدار الحسینیة للکتاب، دمشق ۱۳۹۶ھ/ ص ۹۴

۴۴-۴۹ فہرس الفہارس والأثبات ۲/ ۸۷۸، ۸۶۱، ۸۵۶، ۸۶۰، ۸۷۷، ۸۷۹

۵۰ خواطر الحیاة: دیوان لمحمد الخضر حسین، القاهرة ۱۹۵۳ء ص ۸۰ شعراء الجزائر فی العصر الحاضر ۲/ ۱۳۸

(سہ ماہی آفاق الثقافة والتراث، شمارہ ۴۲، جولائی ۲۰۰۳، صفحات ۱۰۰-۱۱۱)